قیامِ امن میں اقوامِ متحدہ کا کردار

*پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان

Maintaing peace has always been a prerequisite for the sustance of human society. Among many institutions, United Nations Organization (UNO) holds a significant position among all the institutions, re-instated for this puropose. UNO has been partially succeeded in comissiong of peace in the world. This article suggests that this is very fruitful institutions yet lot more is required to bring peace in the world.

امن کے قیام میں اقوامِ متحدہ کے کردار کے تعین اور اہمیت اور اس کے دیگر بہت سارے متعلقات پر بات کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ لفظ امن کی مختصر تعریف اور اس کے متعلق انسانی تصور کے بارے میں گفتگو کی جائے۔

امن، ا۔م۔ن، عربی زبان کا لفظ ہے۔لغوی لحاظ سے اس کے کئی معانی ہیں لیکن اس کے اہم معانی اطمینان وسکون کے علاوہ سلام اور سلامتی بھی ہیں (۱)۔

اردو زبان میں امن کے وہی معانی ہیں جو عربی میں ہیں۔ مثلاً۔ چین، سکون، اطمینان، آرام اور صلح وآشتی وغیرہ۔(۲)

عربی میں امن بہت وسیع معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔امن، آمین، ایمان، امان اور امانت وغیرہ کا اصل ایک ہے۔دنیا کی ہر زبان میں اس کا ذکر ہے۔اس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امن کا انسانی معاشروں کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہے۔عربی میں امن کا ایک نام سلام ہے۔ انگریزی میں Peace، جرمنی میں Friden، فرانسیسی میں Paix لفظ امن کا مترادف ہے۔(۳)

چونکہ عربی اور مغربی معاشروں میں جنگ وجدل بہت زیادہ رہی ہے اس لئے عربی اور انگریزی لغات میں امن (Peace) کے بہت وسیع مفہوم کے حامل معانی دیئے گئے ہیں۔ برٹینیکا میں لفظ Peace کے معانی یوں سامنے آتے ہیں۔

"Freedom from war and hostilities"(۴)

امن کی اہمیت اور انسانی معاشروں کی انفرادی، معاشرتی، مذہبی، اقتصادی، اخلاقی اور سیاسی الغرض

* ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی، پشاور

زندگی کے تمام شعبوں میں ترقی کے لئے ناگزیریت کی وجہ سے تقریباً سارے ادیان و مذاہب نے اس کا تصور پیش کیا ہے۔قدیم یونانی،عبرانی،عیسائی، ہندو، بدھ مت اور زرتشت وغیرہ سارے مذاہب اور اقوام میں کہیں امن کے محدود معانی وتصور اور کہیں ذرا تفصیل کے ساتھ جنگ سے باز رہنے اور امن وسکون کا ماحول قائم کرنے کا تصور پایا جاتا ہے۔اگر چہ مختلف مذاہب اور اقوام کا تصور امن کی تعبیر وتشریح میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔

جب ہم امن کے بارے میں بات کرتے ہیں تو گویا ہم ایک ایسی چیز کے بارے میں بات کرتے ہیں جو ہم سب کی اشد ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بغیر زندگی گزارنا محال لگتا ہے۔لیکن حقیقتاً امن کیا ہے؟ اس کے بارے میں مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ سطح زمین پر ہر جگہ انسانی معاشروں کے درمیان ایک ایسی کیفیت،صورت حال اور ماحول وفضا کا قیام جس میں ایک انسان کی جان، مال، آبرو اور دیگر بنیادی انسانی حقوق کو کسی دوسرے انسان، گروہ، جماعت،قوم اور ملک کے ہاتھوں کوئی خطرہ لاحق نہ ہو اور ہر انسان کی کوشش یہ ہو کہ اپنے فرض کی کما حقہ، ادائیگی کے ذریعے دوسرے انسان کے حقوق کی ادائیگی کو ممکن بنایا جائے۔(۵)

انسانی تاریخ میں امن کو ہمیشہ نئے سرے سے تلاش اور تخلیق کیا گیا ہے۔کیونکہ اس کی بغیر زندگی کے ختم اور برباد ہونے کا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں قیامِ امن کو زندگی کا سب سے اعلیٰ وارفع مقصد سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اسلام نے اسے اپنے پیروکاروں کا فریضہ قرار دیا ہے۔اسی بناء پر اسلام کے پیروکاروں کا ایسے سارے لوگوں سے جھگڑا شروع ہو جاتا ہے جن کے مقاصد قیام امن سے متصادم اور مختلف ہوں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک سارے انبیائے کرام نے اللہ تعالیٰ کی توفیق کردہ اس خوبصورت کائنات میں ہمیشہ امن کے قیام کے لئے اپنی پوری زندگیاں وقف کی تھیں۔لیکن شیطان رجیم نے ہر دور میں انسان کو انسان اور انسانیت کے خلاف ورغلا کر انسانی اور عالمی امن کو سبوتاژ کرنے اور بنی نوع انسان کے درمیان جنگ وجدل اور نزاعات پیدا کرنے کی کوششوں میں پیہم ہلکان ہے۔

قابیل انسانی تاریخ کا پہلا فرد تھا جس نے دنیا کے امن کو اپنے بھائی کے خون سے ہاتھ رنگ کر چھیڑا۔ وہ دن اور آج کا دن سوائے چند مقدس وقفوں کے جو انبیائے کرام اور بالخصوص خاتم النبیینؐ اور آپؐ کے

خلفائے راشدین کے ہاتھوں انسانیت کو فراہم ہوئے ،انسان امن کے حصول کے لئے ترس رہا ہے۔(٦)

جناب رسول ﷺ کی بعثت سے قبل انسان کے ہاتھوں دنیا کی جو حالت ہوئی تھی ،اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:''ظهر الفساد في البرّ والبحر بما كسبت أيدي النّاس''۔ یعنی''خشکی وتری (ساری دنیا) میں بگاڑ برپا ہو چکا تھا۔انسانی معاشروں میں بگاڑ کی بیسویوں صورتوں میں خراب ترین صورت انسانی خون کا ارزاں ہونا ہے۔

روم اور ایران کی حکومتوں کے درمیان خون ریز لڑائیوں ،ہندوستان کے کورو اور پانڈ وقبائل میں طویل وملک گیر لڑائیاں ،عربوں کے درمیان حرب فجار و بعاث کی شکل میں سالہا سال سے چلی آرہی لڑائیاں عروج پر تھیں کہ بنی نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کو پیغمبر امن بنا کر بھیجا اور ۲۳ سال کی مختصر مدت میں سارے لوگ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عالمی امن کے لئے وحی ربانی کی روشنی میں جو اصول عطا فرمایا،اس کے مطابق ایک انسان کو دوسرے پر برتری کا حق صرف تقویٰ کے ذریعے حاصل ہے ورنہ سارے لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔(۷)

نبی ﷺ نے نہ صرف پیغمبر امن کی حیثیت سے امن عالم کے لئے بہترین اسوۂ اور تعلیمات فراہم کیں بلکہ نبوت سے قبل آپؐ نے عرب کے جاہلانہ معاشرے میں لوگوں کو قتل وغارت گری سے منع کرتے ہوئے انسانی بھائی چارے کے لئے عملی اقدامات کئے۔

آپؐ کی سیرت پاک کے دو چمکتے دمکتے پہلو،یعنی صداقت وامانت،لوگوں کے درمیان امن کے قیام کی ضمانت تھے۔اسی بناء پر اس تاریخی موقع پر جب قریش کے قبائل نے انسانی خون سے بھرے برتن میں انگلیاں ڈبو کر حلف اٹھایا تھا کہ حجر اسود کی تنصب ہم ہی کریں گے،آپؐ کو حکم (ثالث) مقرر کرنا امن کے لئے آپؐ کی مساعی وجدوجہد کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔اسی طرح کمزور کو ظالم کے استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے حلف الفضول کے نام سے جو معاہدہ ہوا اس میں آپؐ کی شرکت آپؐ کو اتنی پسند تھی کہ زمانۂ نبوت میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے میں شرکت نہ کرنے کے بدلے مجھے کوئی سوسرخ اونٹ بھی دیتا تو قبول نہ کرتا اور آج بھی کوئی اس قسم کا معاہدہ ہو تو ہر وقت اس میں شرکت کے لئے تیار ہوں۔(۸)

حلف الفضول کے الفاظ کا یہاں ذکر شاید بے جانہ ہوگا۔(اللہ کی قسم) ہم سب مل کر مظلوم کے ساتھ ایک ہاتھ (يداً واحدةً) بن جائیں گے۔جب تک ظالم اسے اس کا حق ادا نہیں کر دیتا۔اور ہمارا یہ معاہدہ

اس وقت تک برقرار رہے گا جب تک سمندر گھونگوں کو بھگوتا رہے۔ جب تک حراء وثبیر نامی پہاڑ اپنی جگہ قائم رہیں۔ نیز ہماری معیشت میں مساوات رہے گی۔ (یہ آخر نقطہ آج بھی اقوام عالم کے درمیان نزاع واختلاف کا دوسرا بڑا سبب ہے)۔لیکن اس کے باوجود دنیائے یہودیت نے پیغمبر اسلام کے خلاف زہر میں بجھے ہوئے سب وشتم سے اس کے باوجود کہ پیغمبر اسلامؐ نے اپنے خون کے پیاسے لوگوں کے ساتھ عفوودرگزر سے کام لیا، باز نہیں آتے۔ آپؐ اور آپؐ کے لائے ہوئے امن کے عالمگیر پیغام کو متعصبانہ معانی پہنانے میں آج بھی لگے ہوئے ہیں۔

نبی ﷺ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اور وہاں پر معاہدہ مؤاخات میثاق مدینہ سے ہوتے ہوئے حالات مختلف غزوات تک پہنچے۔ پھر مغرب اور مسلمانوں کے درمیان طویل صلیبی لڑائیاں لڑی گئیں۔ اور اس سے پہلے خود یورپ کے اندر پانچویں صدی عیسوی کے آغاز سے دسویں صدی کے اختتام تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس دور میں وحشت ودہشت زمانۂ قدیم کی درندگی کی حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی۔ لیکن اسی دور میں امن وامان کی معراج اور انسانی حقوق کے تحفظ کا دائمی نشان ہے۔ جو ''حجۃ الوداع'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جس کو غیر جانبدار مؤرخین نے پہلا منشور انسانی حقوق (Declaration of Human Rights) قرار دیا ہے۔(۹)

عہد حاضر میں مغرب کی طرف سے آپس کی خون ریز لڑائیوں اور خانہ جنگیوں کے نتیجہ میں امن کے قیام کے لئے جو منشور بڑی جدوجہد کے بعد سامنے آیا وہ ۱۵ جون ۱۲۱۵ء کو میگنا کارٹا کے نام سے مشہور ہوا۔ مغربی دنیا میں اس کو امن وامان کے قیام کا نقطۂ آغاز کے ساتھ نقطۂ اختتام اور لیگ آف نیشنز اور اس کے بعد اقوامِ متحدہ کے قیام کا منتہا بھی قرار دیا جاتا ہے۔

قیام امن میں اقوام متحدہ کے کردار پر بات کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ اس عظیم ادارے کے قیام کے بارے میں دو مختلف نقطۂ ہائے نظر کا ذکر کیا جائے تاکہ بعد میں اس کے کردار پر بحث میں آسانی ہو۔

عصر حاضر میں اقوام متحدہ کے قیام کی طرف جو ارتقائی پیش رفت ہوئی۔ اس میں گیارھویں صدی کے برطانوی بادشاہ کانریڈ دوم (Conrad-II) کا ایک منشور کے ذریعے پارلیمنٹ کے اختیارات کا تعین اور برطانوی بادشاہ کنگ جان کی طرف سے ۱۲۱۵ء میں میگنا کارٹا کا اجراء بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ اگرچہ میگنا کارٹا کے بارے میں یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ یہ دراصل برطانوی امراء نے بادشاہ پر دباؤ ڈال کر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے حاصل کیا تھا۔(۱۰)

۱۹۸۹ء میں انقلاب فرانس کے نتیجے میں منشورِ حقوقِ انسانی سامنے آیا۔ اس کے بعد لیگ آف نیشنز (League of Nations) اور اسی تسلسل میں اقوامِ متحدہ کے قیام کو بعض دانشور، فلاسفہ اور سیاستدان وغیرہ انسان کے فکری ارتقاء کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ ان کا مؤقف یہ ہے کہ جنگوں کی ماری اور ستائی ہوئی مغربی دنیا اس بات کے سوچنے پر مجبور ہوئی کہ اس سے پہلے مختلف قوموں اور ملکوں کے درمیان دوطرفہ اور سہ طرفہ معاہدے ہوئے اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے مختلف منشور بنے لیکن عالمی امن کے قیام کے لئے وہ ناکافی ثابت ہوئے۔ لہٰذا اب کسی ایسے بڑے اور مؤثر ادارے کے قیام کی ضرورت تھی جو اتنا بااختیار ہو کہ اقوام کے درمیان مزید جنگوں کو وقوع پذیر ہونے سے روک دے۔ یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ قومیں اور حکومتیں اپنے اقتدار اعلیٰ کے کچھ حصے سے رضا کارانہ طور پر دست بردار ہو جائیں اور تفویض کردہ اختیارات کے حامل ادارے کی بالادست حیثیت کو تسلیم کرلیں۔ اسی تصور کے تحت لیگ آف نیشنز کا قیام عمل میں تو آیا لیکن اس طرح کے ایک ''عالمی ادارے'' کا تصور چونکہ ابھی اقوام وملل کی ذہنوں میں راسخ اور واضح نہیں تھا لہٰذا اس میں دلچسپی برائے نام رہ گئی۔ لیگ آف نیشنز کی عملی تشکیل اور اس کی مربوط کوشش کا آغاز پہلی جنگ عظیم کے دوران ہوا اور جنوری ۱۹۱۸ء کو امریکی صدر ولسن نے اس کے خاکے کو کانگریس کے سامنے پیش کیا۔

لیگ آف نیشنز کے بہت سارے دیگر مقاصد کے علاوہ بنیادی مقصد یہ بتایا گیا کہ جنگ ایک ممنوع عمل اور جرم ہے۔ کسی بھی ملک کو اس جرم کا ارتکاب کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیگ آف نیشنز کے دیگر خفیہ مقاصد کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دو اہم ممالک جرمنی اور جاپان نے اس پر دستخط نہیں کیئے۔ اس طرح اس کے بنانے والوں کو اندازہ ہوگیا کہ یہ تنظیم ان کے چھپے مقاصد کو پورا نہیں کرسکتی لہٰذا یکم جنوری ۱۹۴۲ء یعنی دوسری جنگ عظیم کے دوران چھبیس ممالک کے ایک چارٹر پر دستخط کرنے کے بعد لیگ آف نیشنز کو ''اقوامِ متحدہ'' (U.N.O) میں تبدیل کردیا گیا۔ پھر ۲۶ جون ۱۹۴۵ء کو امریکی شہر ''سان فرانسسکو'' میں اقوام متحدہ کے دستور العمل کا اعلان ہوا۔ اور اس کے چارٹر پر پچاس ممالک نے دستخط کئے۔ ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اس ادارے نے باضابطہ طور پر کام شروع کیا۔ ابتدائی رکن ممالک کی تعداد پچاس تھی لیکن بتدریج دنیا کے تمام ممالک اس کے رکن بن گئے اور اب اقوام متحدہ پوری دنیا کی مشترکہ حکومت قرار پائی۔ (۱۱)

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ بیسوی صدی کو سائنس وٹیکنالوجی اور تہذیب وتمدن کی ترقی کی صدی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کو جنگوں کی صدی بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس کو ''اقوامِ متحدہ'' کے

قیام کے بعد قیامِ امن کی کوششوں کی صدی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اقوامِ متحدہ کے قیام سے ''عالمی قانون'' اور عالمی انتظام کو حقیقی صورت میں قائم کیا گیا۔ لہٰذا اس کو عالمی حکومت یا عالمگیریت بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کا ذکر ذرا بعد میں۔

اقوامِ متحدہ کے خصوصی شعبوں میں جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل، عالمی عدالتِ انصاف، عالمی بینک، آئی۔ ایم۔ ایف۔ عالمی تجارت کی تنظیم (W.T.O) عالمی ایٹمی توانائی کی ایجنسی اور تعلیمی اور سائنسی ثقافتی تنظیم شامل ہیں۔

قیامِ امن کے لئے اقوامِ متحدہ کے پاس فوج بھی ہے جو رکن ممالک کے فوجی دستوں پر مشتمل ہے۔ اور بوقت ضرورت استعمال میں لائی جاتی ہے۔ اقوامِ متحدہ کے تمام ادارے اپنا بجٹ بناتے اور رکنیت سازی کرتے ہیں۔ ان کے عالمی منصوبے عالمی سطح پر انسانی سرگرمیوں میں یکسانیت پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

☆ اس کی عالمی تجارتی تنظیم (W.T.O) عالمی تجارت کے لئے پالیسیاں وضع کرتی ہے۔ اس کی بنیاد پر عالمی تجارت مستقبل کی تجارت ہوگی۔

☆ تعلیمی ادارہ یونیسکو (UNESCO) (کہنے کو) پوری دنیا میں یکساں اقدام کے ذریعے ان شعبوں کو منظم کرنے اور ترقی دینے میں کوشاں ہے۔

☆ مزدوروں کی عالمی تنظیمی (I.L.O) مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے پالیسیاں بناتی ہے جس کا نفاذ پوری دنیا میں کرایا جاتا ہے۔

☆ عالمی ایٹمی توانائی ایجنسی دنیا بھر میں مشترکہ حکمتِ عملی کے تحت ایٹمی توانائی کنٹرول کرتی ہے اگر کوئی ملک (سوائے امریکہ اور اسرائیل) اپنے طور پر اس حکمت عملی کی خلاف ورزی کرلے تو اس سے باز پرس کی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ اقوامِ متحدہ کے ۱۶ معاون ادارے اپنے اپنے دائرۂ کار میں عالمی سطح پر منصوبہ بندی کر کے دنیا کے معاملات کو وحدت کی صورت میں لانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اسی لئے سب کے ساتھ لفظ ''عالمی'' (International) لگتا ہے۔ (۱۲)

حقوق انسانی کا عالمی منشور:

اقوامِ متحدہ نے انسان کے بنیادی حقوق کا ایک عالمی ضابطہ وضع کیا ہے۔ مقدمہ یہ ہے کہ انسان کو حاصل ہونے والے بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ اس کو ہیومن رائٹس ڈیکلریشن کہتے ہیں۔ یہ ۳۰ دفعات پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی ملک یا کوئی حکومت یا اور کوئی گروہ ان بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کر کے دوسرے انسان کو نقصان پہنچائے تو اس کے خلاف اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی طرف سے حکومتوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں ان کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل (Amnesty International) کا عالمی ادارہ بھی اقوام متحدہ کے تحت افراد اور اقوام کے سیاسی حقوق کی خلاف ورزی پر نظر رکھتا ہے۔ یہ ادارہ دنیا بھر میں فعال ہے اور اپنی رپورٹیں شائع کرتا ہے۔

اقوامِ متحدہ نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے تحت جن حقوق کا اعلان کیا ہے ان سب کی تفصیل یہاں پیش نہیں کی جاسکتی لیکن چند ایک کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

۱۔ تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور وقار و حقوق کے معاملے میں برابر کی حیثیت کے حامل ہیں۔

۲۔ ہر فرد رنگ، نسل زبان، علاقہ، سیاسی یا دوسرے نظریات، کسی بھی قسم کے امتیاز کے بغیر اس منشور میں واضح کردہ تمام حقوق اور آزادیوں کا مستحق ہوگا۔

۳۔ ہر فرد کو زندہ رہنے، آزاد رہنے اور اپنی جان کی حفاظت کرنے کا حق حاصل ہے۔

۴۔ کسی بھی شخص کو نہ غلام بنایا جائے گا اور نہ محکوم رکھا جائے گا۔ غلامی اور غلاموں کی تجارت کی ہر شکل ممنوع ہوگی۔

۵۔ کسی بھی شخص کو تشدد، ظلم و ستم، غیر انسانی اور توہین آمیز سلوک یا سزا کا نشانہ نہیں بنایا جاسکے گا۔

۶۔ کسی شخص کو بلا جواز گرفتاری، نظر بندی یا جلاوطنی کی سزا نہیں دی جاسکے گی۔

اس کے علاوہ بہت سارے دیگر بنیادی انسانی حقوق اس منشور میں شامل ہیں۔ اس پر بہت سارے ملکوں کی حکومتوں نے دستخط کر دیتے لیکن حکومتوں نے دستخط سے انکار بھی کیا۔ اس میں نظریات کے علاوہ سیاست بھی شامل تھی۔ اگرچہ حقوق انسانی کو دنیا کی تمام حکومتوں تو تسلیم نہیں کیا لیکن اس کے باوجود اکثریت نے ان کو تسلیم بھی کیا اور ان پر عمل درآمد بھی ضروری قرار دیا۔ اس طرح تاریخ انسانی میں پہلی بار حقوق کی عالمی سطح پر اہمیت تسلیم کی گئی۔ (۱۴)

قیام امن میں اقوام متحدہ کے کردار کا جائزہ:

اگرچہ اقوام متحدہ کا قیام لیگ آف نیشنز کے بعد اس دعویٰ کے ساتھ عمل میں آیا کہ پہلی اور دوسری عالمگیر جنگوں کی ہولناک تباہی کے بعد دنیا مزید کسی جنگ کی متحمل ہی نہیں ہوسکتی لیکن اعداد وشمار اور ۱۹۴۵ء کے بعد انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ یہ عالمی ادارہ اپنے اس دعویٰ میں کامیاب ہونا تو در کنار بتدریج دور نکل کر اب بعض اوقات جنگوں کو برپا کرنے میں ملوث اور شامل دکھائی دینے لگتا ہے۔

اگرچہ اپنے قیام کے چند سال کے اندر اندر اس ادارے نے اپنی ایک عالمی فوج بھی تیار کی جو رکن ممالک کے حصہ بقدر جثہ کے مصداق دستوں پر مشتمل ہے اور بوقت ضرورت استعمال میں لائی جاتی ہے۔ لیکن اقوام متحدہ کے تمام ہی اداروں کا ریکارڈ کامیابیوں اور ناکامیوں کا مجموعہ ہے۔ (یہ شاید بعض حضرات کی خاص نقطہ نظر کے مطابق ان کی خوش گمانی ہو میرا نقطہ نظر تو اس سے بھی مختلف ہے)۔ اسی طرح اس کے امن فوج کا کردار بھی ملا جلا ہے۔ کئی ایک تیسری دنیا کے چھوٹے موٹے ہمسایہ ملکوں کے درمیان سرحدی یا لسانی تنازعات کی بنیاد پر چھوٹی موٹی جنگوں کو ختم کرنے میں تو شاید امن فوج نے کامیابی حاصل کی لیکن بہت سارے علاقوں میں آج بھی یہ عالمی افواج ناکامیوں سے دوچار نظر آتی ہے۔ حالانکہ اقوام متحدہ کے دستور العمل کی شق نمبر ۳۹ میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ سلامتی کونسل پر دنیا میں امن وامان قائم کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ سلامتی کونسل کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ ہر اس ملک میں دخل اندازی کرے جہاں امن کو تہہ وبالا کیا جا رہا ہو۔ اس بات کا فیصلہ بھی سلامتی کونسل کے پاس محفوظ ہے کہ وہ دخل اندازی میں طاقت کا استعمال کرے یا نہ کرے۔

اقوام متحدہ کے اس دستور العمل سے مختلف ممالک میں فوجی دخل اندازی کی ایسی بنیاد پڑ گئی جو رکنے کا نام نہیں لیتی۔ اس طرح گویا اقوام متحدہ قیام امن تو کیا، امن عالمی کو برباد کرنے کا ادارہ بن گیا ہے۔

۱۹۶۰ء میں پہلی دفعہ اقوام متحدہ نے افریقی ملک ''کانگو'' کے سیاسی بحران کے دوران فوجی دخل اندازی کی۔ اور سلامتی کونسل کے پہلی بار اقوام متحدہ کی فوج ''کانگو'' بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ جہاں اس نام نہاد فوج نے ہزاروں بے گناہوں کو قتل کیا اور کٹنگا کی باشندوں پر وحشت ناک مظالم کیے۔

اسی طرح دسمبر ۱۹۷۵ء میں جب امریکی صدر ''فورڈ'' اور ان کے مشیر ہنری کسنجر نے تیمور (مشرقی) نامی جزیرے کا دورہ ختم کیا تو تین گھنٹے کے بعد انڈونیشیا کی فوج نے تیمور پر حملہ کر دیا۔ جس سے لاکھ سے دو لاکھ کے درمیان افراد ہلاک ہوئے۔ چونکہ یہ حملہ امریکی مفادات کے مطابق تھا لہٰذا جب انڈونیشیا کے

خلاف اقوام متحدہ میں ووٹنگ ہوئی تو امریکہ نے حملہ آوروں کے حق میں ووٹ ڈالا۔ جس سے انڈونیشیا کے حوصلے بڑھے اور اس نے جزیرے کے باشندوں پر نیپام بموں کی بارش برسا دی۔ آسٹریلیا کی پارلیمنٹ نے اس بحران کو ایسی ''نسل کشی'' سے تعبیر کیا جس کا ارتکاب دوسری جنگ عظیم کے بعد کبھی نہیں کیا گیا تھا۔(۱۴)

لیکن جب انڈونیشیا کے ساتھ امریکہ کی ان بن ہوئی تو ''مشرقی تیمور'' جزیرے پر (جس پر امریکہ نے حملے کو جائز قرار دیا تھا)۔ انڈونیشیائی قبضے کو غلط قرار دے کر تیمور کے باشندوں کی بھرپور امداد کی گئی اور اقوام متحدہ کے ذریعے ریفرنڈم کرانے کے بعد اس کو آزاد کرایا گیا۔

ایک ہی علاقے میں اقوام متحدہ کا یہ متضاد کردار یقین دلاتا ہے کہ امنِ عالم کی حفاظت کی خاطر، وجود میں آنے والا یہ ادارہ صرف اور صرف امریکہ اور اس پر خفیہ حکومت کرنے والے یہودیوں کی خواہشات کے مطابق چلتا ہے۔ خواہ اس کے لئے بدامنی اور جنگ کے حالات ہی کیوں نہ پیدا کرنے پڑیں۔

۱۹۶۰ء کے عشرے میں امریکہ نے ویت نام اور کوریا میں جنگ چھیڑی۔ جہاں لاکھوں افراد امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ کے نتیجے میں لقمۂ اجل بنے اور اقوام متحدہ تماشا دیکھتا رہا۔

یہاں پر ان جنگوں اور ان لاکھوں کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کا ذکر ہی نہیں ہے جو نام نہاد مہذب، داعیانِ تہذیب اور امن پسند یورپ نے مجبور و مقہور اور غریب و مظلوم انسانوں پر ماضی قریب میں مسلط کی تھیں۔ ۱۹۷۹ء سے لے کر آج تک بوسنیا، افغانستان، فلسطین، کشمیر، عراق میں بلا مبالغہ لاکھوں مسلمان شہید ہوئے۔ لیکن یہاں تو بات صرف ان جنگوں اور انسانی تباہی کی ہو رہی ہے جس کی اجازت اقوامِ متحدہ نے دی ہے۔(۱۵)

۱۹۹۰ء میں عراق کے صدام حسین کو کویت پر چڑھائی کی اجازت اور آشیرداد امریکہ ہی سے ملی۔ پھر اسی عراق کے خلاف اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی مدد اور اجازت سے چڑھائی کر کے عراق کے خلاف باقاعدہ دہشت گردی شروع کر دی۔ جس میں لاکھوں ٹن بم برسائے گئے اور لاکھوں افراد لقمۂ اجل بنے۔ جزیرۃ العرب میں ترقی اور خوشحالی کی مثال ''عراق'' ایک کھنڈر کی شکل اختیار کر گیا۔ اقوامِ متحدہ جو کبھی انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے وجود میں آیا تھا اس نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ سلامتی کونسل کے ذریعے عراق پر ایسی ظالمانہ پابندیاں لگائی گئیں جس کے نتیجے میں دس لاکھ معصوم بچے لقمۂ اجل بنے۔ عراق کے بعد اسی سلامتی کونسل نے افغانستان پر چڑھائی کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرا کے لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

اب تو شاید یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی کہ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کا جو ڈرامہ کھیلا گیا اس کے پیچھے وہی یہودی ذہن کا فرما تھا۔ جو اقوامِ متحدہ کے قیام میں استعمال ہوا تھا۔ خود یورپ اور امریکہ کے غیر جانبدار اور غیر متعصب محققین نے اس راز کا انکشاف کیا ہے کہ اس ڈرامے کے پیچھے یہودی دماغ کارفرما تھا۔ افغانستان پر اس لئے حملے کی اجازت دی گئی کہ انہوں نے اسامہ بن لادن کو پناہ دی تھی۔ کیا دنیا کے کسی قانون کے تحت ایک آدمی کو بغیر عدالتی کارروائی کے سزا دینے کے لاکھوں بے گناہوں کو عذاب میں ڈالنا جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟ (۱۶)

اقوام متحدہ اور اس کے اداروں پر امریکہ اور یہودیوں کا کس قدر اثر ورسوخ ہے اس کا اندازہ اقوام متحدہ کی ساٹھ سالہ تاریخ کے مطالعہ سی بخوبی سامنے آتا ہے اور یہی وجہ اسرائیل (جو تقریباً نصف صدی سے فلسطینی عوام کا استحصال کر رہا ہے اور عربوں کی نسل کشی میں اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا) کے خلاف سلامتی کونسل میں پیش کی جانے والی مذمتی قرارداد کو امریکہ ویٹو کرتا رہا ہے اور اگر کبھی اسرائیل کے خلاف کوئی قرارداد منظور بھی ہوتی تو اس کو کبھی نافذ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح کشمیر پر سلامتی کونسل کی قراردادوں کو روس ویٹو کرتا رہا۔

امریکہ نے عراق پر ۲۰۰۳ء میں ایک مرتبہ پھر حملہ کیا اور اپنی وحشت وبربریت کا کھلا ثبوت دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ سلامتی کونسل کی موجودگی میں یہ سرکاری دہشت گردی کی بڑی مثال ہے تو بے جانہ ہوگا۔ عراق پر یہ حملہ ایٹمی اور جوہری وکیمیاوی ہتھیار رکھنے کا الزام لگا کر کیا گیا۔ اگر چہ امریکہ آج تک اپنے اس الزام کو، ثابت نہیں کر سکا ہے۔ عراق پر ۲۰۰۳ء میں حملہ اس کے باوجود کیا گیا کہ فرانس، جرمنی، روس اور چین کی مخالفت کے سبب سلامتی کونسل نے اجازت نہ دی تو اس کو کچل کر عراق کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا اور آج امریکہ عراق کی تعمیر نو میں بھی اقوام متحدہ کے کسی کردار کو برداشت نہیں کر رہا۔

المختصر اگر یہ کہا جائے کہ اقوام متحدہ میں مفادات کی سیاست چلتی ہے تو بے جانہ ہوگا۔ اس لئے سلامتی کونسل کے مستقل ممبران کو یہ ''ویٹو'' کا جو حق حاصل ہے دراصل وہ جنگل کے قانون کے زیادہ مشابہ ہے۔ سلامتی کونسل کے مستقل ممبران کو یہ حق ملا ہوا ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر کسی بھی قرارداد کو مسترد کر سکتے ہیں۔ خواہ اس سے امن وسلامتی کا جنازہ ہی کیوں نہ نکل جائے۔

حالانکہ سلامتی کونسل کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ دنیا میں امن وسلامتی کو برقرار رکھا جائے لیکن اب تو یہ بات ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ اس عالمی ادارے کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں ہے اور اسی بناء پر سلامتی

کونسل کے مستقل ممبران کے حق ویٹو پر طویل مدت سے تنقید جاری ہے کیونکہ امن وسلامتی ہر ملک کا مسئلہ ہے لہٰذا ہر ملک کو اگر نہیں تو کم جغرافیائی مذہبی یا براعظمی وحدتوں کی بنیاد حق ویٹو کو اس طرح تقسیم کیا جانا چاہئے کہ اس میں اعتدال پیدا ہو اور صرف پانچ ممالک کو یہ حق حاصل نہ ہو کہ اس سے امن وسلامتی کے مسائل اکثر گھمبیر صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اب امریکہ بہادر اپنے نئے سٹریٹجک پارٹنر بھارت کو بھی سلامتی کونسل کے مستقل ممبر کی حیثیت سے لانے کا خواہشمند ہے۔ اس سے عالمی امن اور بالخصوص جنوبی ایشیا کے امن کو جو سنگین خطرات لاحق ہوں گے اس کا اندازہ بھارت کی اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ ساٹھ سالہ تاریخ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

بھارت کو سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت دلانے میں امریکہ کی یہودی لابیز (Lobies) سرگرم عمل ہیں۔ کیونکہ ان کو احساس ہے کہ ساری دنیا میں اسلامی بیداری کا مرکز فی الوقت جنوبی ایشیا ہے اور یہودی یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ اب اس کی اور عالم اسلام کی کشمکش ناگزیر ہو چکی ہے۔ لہٰذا بھارت کو سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی اور دیگر بہت ساری دفاعی اور اقتصادی سہولیات فراہم کر کے جنوبی ایشیا میں تیسری عالمگیر جنگ کے لئے تیار کیا جارہا ہے۔ کیونکہ شاید عالم اسلام کو (خدا نہ کرے) کچلنے میں مزید تاخیر ان کے اس عالمی منصوبے کو درہم برہم کردے جس کی تکمیل کے لئے بہت گہری منصوبہ بندی کے ساتھ اقوام متحدہ کی تشکیل کی گئی تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو ان کی منصوبہ بندیوں اور مکارانہ تدبیروں سے آگاہ رکھتے ہوئے فرمایا ہے: ''وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۔ ترجمہ ''ان (یہودیوں) کی چالوں سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں''۔ (۱۷) شاید اسی بات کے پیش نظر علامہ اقبالؒ نے اقوام متحدہ کی ابتدائی صورت دیکھ کر کتنا بلیغ اور پُر حکمت تبصرہ فرمایا تھا:

من ازیں پیش ندانم کہ کفن دوزے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

اور اب تو خلقِ خدا یہاں تک کہنے پر آمادہ ہو چکی ہے کہ:

"UNO is a uselss body, because it has failed to prevent many acts of aggression or to remove the threats to peace, security and independence of member nations. Palestine, Kashmir, Tibet, Suez, Hungry and Szecho Slovakia, Vietnam, and now Afghanistan and Iraq etc. are some glaring instances where the principles of equal rights, sovereignity and self determination of

people where trempled upon and the UNO is unable to help the weak against the strong. Racial discrimination and slavery still exist in different parts of the world".(۱۸)

اگر چہ بعض لوگوں شاید کی حد تک کا خیال ہے کہ اقوام متحدہ نے جنگوں کو روکنے میں بھی ایک اہم کردار ادا کیا ہے، اور بعض معاملات میں یہ صحیح بھی ہے لیکن سلامتی کونسل کے مستقل ممبران کے متعصبانہ رویئے اور مفادات پر مبنی کردار کی وجہ سے وہ کردار ابھی ادا نہیں ہوا ہے جو لوگوں کی امید اور توقع کے مطابق ہو اور جس مقصد کے لئے اس کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

یو این کے سیکریٹری جنرل آنجہانی اتھانٹ نے کہا تھا:

"This world body averted a third World at least on two occasions. first during the Korean crises in 1950 and 1951 and secondly in 1962 at the time of Cuban Crises".(۱۹)

اس کے باوجود بحیثیت مجموعی اس ادارے نے ابھی تک وہ کامیابیاں حاصل نہیں کی ہیں۔ جس کے لئے اس کا قیام وجود میں لایا گیا تھا اور جس کی دنیا بھر کے مظلوم لوگ توقع کر رہے تھے۔ لیکن پھر بھی یہ ادارہ عالمی سطح پر اقتصادی، معاشرتی اور انسانی مسائل کے حل میں مددگار ضرور رہا ہے۔

دراصل اقوام متحدہ ظاہراً جن عظیم مقاصد کے حصول کے لئے بنایا گیا تھا امریکہ، روس کی سرد جنگ اور اب امریکہ واحد سپر پاور کی حیثیت سے یہودی لابی کے مؤثر ہونے کی وجہ سے وہ مقام حاصل نہیں کر سکا۔ اور اب جبکہ امریکہ بہادر، بھارت کو سلامتی کونسل کی مستقل رکنیت دلانے کے لئے کوشاں ہے، تو کشمیر پر غاصبانہ قبضہ رکھنے والے ملک کی سلامتی کونسل کے مستقل ممبر کی حیثیت سے موجودگی کی صورت میں جنوبی ایشیا میں امن کے قائم ہونے کے کتنے امکانات باقی رہ جاتے ہیں۔ یہ شاید اہلِ بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

بعض دانشور اور عالمی امور پر نظر رکھنے والے حضرات تو یہاں تک اندازے لگانے سے نہیں چوکتے کہ بھارت کو سلامتی کونسل کی رکنیت دلانے کے پیچھے یہودی لابی کے وہ منصوبے کارفرما ہیں جس میں مسلمانانِ برصغیر کو تیسری عالمی جنگ کے اکھاڑے میں (خدانہ کرے) نیست و نابود کرنا مقصود ہے۔

ان وجوہات کی بناء پر قیام امن کے لئے اقوام متحدہ کے کردار پر بحث کرتے ہوئے ایک دانشور بجا طور پر لکھا ہے:

"In most cases where the U.N.O. has failed the main cause of failure in the attitude of one of the major powers. If this organisation is weak, it is because of its founder members do

want it to be so. The real testing time of the U.N.O. is yet to come. Unless the members of this world assembly rise to the occation it would meet the same fate as its predecessor, the League of Nations did.(۲۰)

دنیا میں قیامِ امن کے لئے ہر دور میں مختلف قومیں مساعی کرتی رہی ہیں اور مزید بھی کریں گی۔ لیکن انسانیت کے علمبرداروں کو یاد رکھنا ہوگا کہ دنیا میں قیامِ امن تب ممکن ہوسکتا ہے جب لوگ وہی راہ عمل اختیار کریں جو اللہ نے اس دنیا میں رہنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے بھیجا ہے جس کی آخری اور مکمل صورت جناب خاتم النبیین کی تعلیمات میں قرآن وحدیث کی شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس وقت جب خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا تھا، بنی نوع انسان کو امن کے حصول کے لئے بیت اللہ کو امن کا گہوارہ بنایا اور اس سلسلے میں فرمایا ''جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے جمع ہونے اور امن پانے کی جگہ مقرر کیا''۔(۲۱)

پھر فرمایا ''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو مقامِ امن بنایا ہے اور لوگ ان کے گردونواح سے اچک لئے جاتے ہیں۔ کیا یہ لوگ باطل پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں!''(۲۲)

قرآن کریم میں اور کئی مقامات پر یہ نکتہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی سلامتی وامن کا بنیادی نظریہ اسلام سے وابستہ ہے۔ اسلام کی اطاعت وفرمانبرداری دنیا میں امن وسلامتی کا پیغام ہے۔ اسلام کو چھوڑ کر امن کے لئے جتنی بھی کوششیں کی جائیں گی وہ اللہ کی معصیت اور دنیا میں فساد کی جڑ ہے۔ اگرچہ بعض افراد اور ادارے بظاہر بہت متاثر کن انداز میں قیامِ امن کے دعویدار ہیں لیکن اصل میں وہ ایسا ہے نہیں۔ ایسے ہی افراد کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں یوں فرمایا ہے: ترجمہ: ''کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تم کو دلکش معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے مافی الضمیر پر اللہ کو گواہ بناتا ہے۔ حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو برباد اور نسل کو نابود کرے اور اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔(۲۳)

۱۹۹۲ء میں خطۂ بلقان- سوشلسٹ یوگوسلاویا کے حصے بخرے ہوئے تو صربیا کے وحشی صلیبی درندوں نے بوسنیا کی نہتی مسلمان بستیوں پر قیامتِ صغریٰ برپا کردینے کا ایک تاریخی موقع پایا اور بوسنیا میں ان کا قتلِ عام شروع کردیا۔ بیان کرنے والوں نے بیان کیا کہ وہی صلیبی بغض اور کینہ جو کسی وقت بیت المقدس میں صلیب کی فتح کے وقت دیکھا گیا ہوگا آج بوسنیا کی سڑکوں اور گلیوں میں ناچتا کودتا اور دندناتا دیکھا جارہا تھا۔

مسلم عصمتیں تار تار ہو رہی تھیں اور مسلم خون ندیوں کی طرح بہہ رہا تھا اور عالم صلیب کے جغادری یو این (اقوام متحدہ) کے فورم سے اپنی کسی بڑی کارروائی سے پہلے صربیائی بھیڑیوں کو باقاعدہ وقت دے رہے تھے کہ وہ اس شکار کو جی بھر کر بھنبوڑ لیں۔

اس کے علاوہ اور بہت سارے معاملات ایسے ہیں جس میں قیامِ امن کے سلسلے میں اقوامِ متحدہ کا کردار اہل بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ ایک صاحب نظر نے تو قیام اقوام متحدہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''حق تو یہ کہ مسلمانوں کی خلافت کا خاتمہ ہو جانے کے ساتھ صلیبی دنیا کے پاس ایک تاریخی موقع آیا تھا کہ وہ چت پڑے عالم اسلام پر اپنی دیرینہ حسرتیں پوری کرے اور سب رہی سہی کسریں نکال جائے ایک ایسا شکار جس پر ڈیڑھ ہزار سال تک دانت پیستے رہے ہوں، پوری طرح بے بس ہو کر ان کے سامنے پڑا تھا اور وہ اس شکار کو پوری تسلی کے ساتھ اور نہایت مزے لے لے کر کھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جلدی تو گویا اب کوئی رہ ہی نہیں گئی تھی۔۔۔ لیکن خدا کا کرنا، یکدم افق پر عالمی جنگوں کی آندھیاں اٹڈ آئیں (۱۸۷۱ء و مابعد) ان آندھیوں کے اسباب ان مفسدوں نے خود ہی پیدا کئے تھے۔ دراصل یہ شکاریوں کے مابین شکار کی تقسیم پر ایک جھگڑا تھا اور درحقیقت شکار، کی جان چھڑوا دینے کا ایک خدائی نظام، دو عالمی جنگوں نے، جو کہ صلیبی قوتوں کے اپنے ہی مابین تھیں، استعمار کی ریڑھ کی ہڈی توڑ کر رکھ دی۔ وہ لاکھوں کے لاکھوں ایک دوسرے کے ہاتھوں کھیت ہوئے، اور یوں خدا نے اپنے اولیاء کا انتقام دشمن کے اپنے ہی ہاتھوں ایک دوسرے کے گلے کٹوا کر لیا۔

عالمی جنگوں کی صورت میں برسنے والا خدائی کوڑا ان کے حق میں جان لیوا ثابت ہوا، یہاں تک کہ ان کے لئے عالم اسلام پر قبضہ برقرار رکھنا ممکن ہی نہ رہ گیا اور وہ ہمارے مابین کچھ ایسے لوگوں کو جو ان کے دین جدید (سیکولرازم) کے قریب تر تھے، ہمارے ہیرو بنا کر، اور اپنی کل امیدیں ہماری جہالت و پسماندگی سے وابستہ کر کے، اور ایک سیمی ریموٹ کنٹرول سسٹم کی بنیاد رکھ کر ہمارے ہاں سے رخصت ہوئے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی آناً فاناً اقوامِ متحدہ (یو۔این) بنی تاکہ شکاری اپنی ان غلطیوں کا اعادہ نہ کریں جو کسی وقت عالمی جنگوں کا باعث بن گئی تھیں اور جن کے نتیجے میں ایک ایسا شکار ہاتھ سے نکل گیا تھا جس کے لئے ڈیڑھ ہزار سال سے مسلسل خواب دیکھتے چلے آئے تھے۔ دیگر بہت سارے انتظامات دھڑا دھڑ ہو رہے تھے۔۔۔ اور عالمِ اسلام کا وہ لذیذ پر اشتہا تھال (حدیث پاک میں بھی اس کی تمثل اس تھال سے ہی بیان کی گئی ہے جس پر بھوکے ٹوٹ پڑے ہوں) جو منہ کو لگ گیا تھا، پھر سے اقوامِ متحدہ کے ذریعے قابو میں لانے کی

تدبیریں ہو رہی تھیں''۔(۲۴)

اس طویل اقتباس میں اقوام متحدہ کے قیام پر جو خدشہ مسلم اذہان وقلوب میں موجود ہے، میرے خیال میں، افغانستان، عراق، لیبیا پاکستان، سوڈان، بوسنیا، فلسطین اور کشمیر کے معاملات اس بات کا کافی وشافی ثبوت ہے کہ اقوام متحدہ سے قیام امن کی آس وامید لگائے رکھنا کارعبث ہے اور علامہ اقبالؒ نے شاید تہران کو اس لئے عالم اسلام کا جینوا بنانانے کی آرزو تھی۔ میں اس پر اتنا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ عالم اسلام کا جینوا مکہ المکرّمہ پہلے ہی روز سے موجود ہے ہمارے مسائل کا حل اور قیامِ امن اسی بیت عتیق سے وابستہ ہے۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

لہذا ''فَلْیَعْبُدُوا رَبَّ هَـٰذَا الْبَیْتِ . الَّذِیْ أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ''(۲۵)

کلمۂ اختتام کے طور پر شاید اس بات کا ذکر بھی بے جانہ ہوگا کہ اگر اقوامِ متحدہ واقعی دنیا میں قیام امن کا صحیح معنوں میں خواہاں ہیں تو اسے فلسطین اور کشمیر کے لئے بھی مشرقی تیمور کو انڈونیشیا اور جنوبی سوڈان کو شمالی سوڈان سے آزادی دلانے والا اصول ونسخہ استعمال کرنا ہوگا۔ یہاں کے عوام بھی برسوں سے منتظر ہیں کہ ان کی سلب کردہ آزادی اور حق خودارادیت ان کو دلایا جائے ورنہ دنیا میں ظلم بھی ہو اور امن بھی، اور اقوام متحدہ بھی، ایں خیال است ومحال است وجنون است۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ لسان العرب، تحت مادہ، امن۔

۲۔ فیروز اللغات، تحت لفظ امن

۳۔ Encyclopedia of Britanica, Vol.17-412

۴۔ Oxford Dictionary, p.811

۵۔ تصور اسلامی اور امن، محمود حمدی زقزوق، (مقالہ شائع شدہ در امن برائے انسانیت)، جنگ پبلشرز لاہور، ۱۹۹۷ء، ص ۶۷۔

۶۔ القرآن، سورۃ المائدہ، آیات: ۲۷-۳۰۔

۷۔ محسنِ انسانیت، نعیم صدیقی، ادارہ مطالعہ وتحقیق، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۶۱۵، ۶۱۶۔

۸۔ السیرۃ النبویہ، ابن ہشام، دار الکتاب العربی، بیروت ۱۹۸۹ء، الجزء الاول ص ۱۸۹۔

۹۔ قرآن، اسلام اور رسول اللہ ﷺ (غیر مسلموں کی نظر میں) رسول نمبر نقوش، ۴، ص ۲۴۷-۲۷۹۔

۱۰۔ امریکا المستبدہ، الولایات المتحدۃ وسیاسۃ السیطرہ علی العالم، از مائکل بگنن مارڈنٹ، ترجمہ حامد نزرات، اتحاد الکتب العرب، دمشق ۲۰۰۱ء، ص ۴۴-۴۵۔

۱۱۔ امریکا المستبد ۃ، ص ۵۰-۵۲۔

۱۲۔ عالمگیریت اور اس کے اثرات، میاں محمد اشرف، فروغ علم اکیڈمی، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۲۳۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۴-۲۶۔

۱۴۔ Reforming the U.N for peace & Security, Yale Centre for the Study of Globalization- New Haven, Connecticut, 2005, p.109.

۱۵۔ ایضاً، p.111

۱۶۔ Taliban and the Post Taliban Afghanistan, Musa Khan Jalalzai, Sang-e-Meel, Publication, Lahore, page. 220-226.

۱۷۔ دجال، اسرار عالم، ادارۂ تحقیقات، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۰-۳۰۔

۱۸۔ United Nations, the first fifty years, Stanley Meisler, Atlantic Montly Press, 1997, p.221.

۱۹۔ The United Nations and Changing World Politics, Thomas George Weiss, David p., Weotview Press, 2010, p.222.

۲۰۔ The United Nations. International organizations and wold politics, Robert Edwon Riggs Jack C. Plano. Dorsey Presh, Mischingan, 19888, p.112-120.

۲۱۔ القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت نمبر ۶۷۔

۲۲۔ ایضاً۔ نفس الآیۃ۔

۲۳۔ القرآن، سورۃ البقرۃ: ۲۰۴۔

۲۴۔ مجلۃ ایقاظ (سہ ماہی) خصوصی شمارہ جولائی تا دسمبر ۲۰۰۰)، اداریہ بعنوان: ''وہ اپنی مثال آپ تھا''

۲۵۔ القرآن، سورۂ قریش: ۳-۴۔